شذرات

یہ کس قدر افسوس ناک اور بدقسمتی کی بات ہے کہ کچھ عرصہ سے ہمارے ہاں مذہبی فرقہ وارانہ بحثوں میں بہت زیادہ تلخی آگئی ہے، اور ایک فرقے کے مقرر اور اہل قلم نزاعی مسائل پر گفتگو کرتے وقت اکثر حد اعتدال سے بڑھ جاتے ہیں۔ ایک اطلاع ہے کہ مغربی پاکستان کی حکومت کے "نوٹس" میں اس کے ایک متعلقہ محکمہ کی طرف سے کئی سو کے قریب کیس لائے گئے ہیں، جہاں مذہبی رسالوں میں قانونی خلاف ورزیاں ہوئی ہیں اور ان سب کا تعلق فرقہ وارانہ مذہبی نزاعات سے ہے، یہ تو رسالوں کا معاملہ ہے۔ جن میں شائع شدہ مواد سب کی نظروں میں آتا ہے۔ اور حکومت کی پریس برانچ بھی اس کا محاسبہ کر سکتی ہے۔ باقی مذہبی جلسوں اور مسجدوں میں مختلف فرقوں کے آپس کے مختلف فیہ مسائل پر جو شرر افشانیاں ہوتی ہیں ان کا تو کوئی حساب نہیں۔

یہ صورت حال مذہبی نقطۂ نظر سے تو قابل اعتراض ہے ہی۔ پاکستان کے داخلی امن اور اس کے وسیع تر مفادات پر بھی اس کی زد پڑتی ہے۔

پاکستان کو قیام کے بعد ہی سے اپنے ہمسایہ ملک کی طرف سے جن مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا، اور گزشتہ ستمبر میں اس کی طرف سے جس جارحیت کا مظاہرہ ہوا، اسے دیکھتے ہوئے ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ پاکستان کی سلامتی برابر خطرے میں ہے۔ اور یہ ہمسایہ ملک اس تاک میں ہے کہ اسے موقع ملے اور وہ ہم پر "یورش" بول دے اس صورت حال میں ہمارے مذہبی فرقوں کے مقررین اور اہل قلم کا ایسی بحثوں کو ہوا دینا جن سے ہمارے ہاں تفرقہ بڑھے، باہم نفرت و عداوت پھیلے اور ہم ایک دوسرے کے بھائی ہونے کے بجائے دشمن بنیں۔ اسلام اور پاکستان سے کتنی بڑی دشمنی ہے۔ یہ مذہبی فرقہ وارانہ منافرت دین اسلام کے لئے

موجب بدنامی ہے، پاکستان کی سالمیت اور سلامتی کو اس سے نقصان پہنچتا ہے، اور خود ان فرقوں کے مفادات کے لئے یہ خطرناک ہے۔ کیونکہ خدانخواستہ اگر پاکستان کمزور ہوا تو ان مذہبی فرقوں کا خود اپنا ایک حشر ہوگا

اسلامی فرقوں میں باہم رواداری کی ضرورت صرف اس لئے نہیں کہ دین اسلام ہم سے اس کا مطالبہ کرتا ہے اور یہ کہ سب اسلامی فرقوں کے بنیادی عقائد ایک ہیں، اور اختلاف اگر ہے تو ان کی نظری اور عملی تعبیرات میں ہے۔ بلکہ خود اس ملک کی بقاء و استحکام اس امر کی مقتضی ہے کہ سب فرقے اپنے آپ کو پاکستان کی اسلامی قوم کے اجزائے لاینفک سمجھیں اور باہم رواداری پر عمل پیرا ہو کر متحد ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ پاکستان کے قیام کا محرک جذبہ اسلام تھا، اور آج اسلام ہی اس مملکت کی بنیاد ہے۔ اب اگر ہم نے اسلام کا نام لے کر ایک دوسرے کو اسلام کے دائرے سے خارج کرنے کی مہم جاری رکھی تو اس سے پاکستان کی بنیاد کمزور ہوگی، اور اس مملکت کا وجود خطرے میں پڑ جائیگا۔

غرض اسلامی فرقوں میں باہم آشتی اور رواداری کا ہونا ہمارے لئے دینی فریضے کے ساتھ ساتھ قومی وملکی فریضہ بھی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس سے بے توجہی برت کر ہم خدا و رسولؐ اور ملک وقوم سے دشمنی کر رہے ہیں۔

اس برصغیر میں اغلباً حضرت شاہ ولی اللہ پہلے مشہور عالم ہیں جنہوں نے فقہ کے مذاہب اربعہ کے باہمی اختلافات کی خلیج کو بھرنے کے سلسلہ میں مسلک تطبیق کو اپنایا۔ اور اس کی مدد سے ان اختلافات کی اصل وحدت متعین فرمائی۔ حضرت شاہ صاحب نے ایک طرف ان مذاہب اربعہ میں تقریب باہم کی دوسری طرف فقہ اور حدیث میں توافق پیدا کرنے کی راہ سمجھائی۔ اسی طرح تصوف اور شریعت میں جو بعد پیدا کر دیا تھا، اسے دور کرنے کی سعی فرمائی۔ اور یوں ہمارے لئے ایک ایسا طرز فکر چھوڑ گئے، جس کو ہم اور آگے بڑھا سکتے ہیں اور اس کی بنیاد پر آج پاکستان میں جتنے بھی اسلامی فرقے ہیں، انہیں ایک دوسرے سے زیادہ سے زیادہ قریب لایا جاسکتا ہے۔ اس سے اسلام کو بھی تقویت پہنچے گی اور پاکستان بھی متحد و مستحکم ہوگا۔

فکر ولی اللہی اور مسلک ولی اللہی ہمارے لئے صرف ایک علمی سرمایہ ہی نہیں بلکہ اس

دقت ہمیں جن گوناگوں مسائل سے عہدہ برآ ہونا پڑ رہا ہے، ان کے مناسب اور معقول حل ڈھونڈنے میں بھی اس سے ہمیں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

ایک عرصہ دراز سے برصغیر کے مسلمانوں کی علمی و ذہنی زندگی پر دوسرے مسلمان ملکوں سے کہیں زیادہ جزیرہ عرب اور بالخصوص حجاز میں ہونے والے واقعات کا اثر پڑتا رہا ہے۔ اور ہمارے علمار اور حرمین شریفین کے علمار کے درمیان افادہ و استفادہ کا برابر سلسلہ رہا ہے۔ حجاز میں جو علمی تحریکیں ظہور پذیر ہوئیں، ہمارے علمار ان سے متاثر ہوئے اور ہمارے ہاں سے اس طویل مدت میں جو علمار حج یا مستقل قیام کے لئے سرزمین حجاز جاتے رہے یقیناً ان کے اثرات وہاں پڑے۔

سعودی عرب میں شاہ فیصل کے برسر اقتدار آنے سے اس مملکت میں جس سرعت سے تبدیلیاں آ رہی ہیں، ممکن نہیں کہ ہمارے ہاں کے اہل علم پر ان کا اثر نہ پڑے۔ اب تک ہمارے یہ بزرگ قدامت کی تائید میں اکثر سعودی عرب کے نظام حکومت کی مثال دیا کرتے تھے، لیکن اب اس نظام کو جس طرح جدید بنایا جا رہا ہے چند سالوں کے بعد ہمارے قدامت کے پرجوش حامی علمار کے ہاتھ سے یہ محکم دلیل بھی چھن جائے گی۔

مصر و شام سے عرب اشتراکیت کا جو سیلاب اٹھ رہا ہے، حجاز مقدس کو اس کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے شاہ فیصل کو یہ اہم اقدامات کرنے پڑے اور اس میں وہ بالکل حق بجانب ہیں۔ سعودی عرب میں تعلیم عام ہو رہی ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کا خاص اہتمام ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ سعودی صحافت بالکل "ماڈرن" ہو گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ ریڈیو سروس کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

ہمارے ہاں ایک زمانہ تھا کہ ہر نئی چیز اور ہر نئے اقدام کو "تفرنج" کا نام دیا جاتا تھا۔ لیکن بحمد اللہ اب یہ رجحان نہیں رہا۔ اور ہر نئی چیز کو اگر وہ مفید اور کارآمد ہے، تمام مسلمان ملکوں میں بے دریغ اختیار کیا جا رہا ہے۔